زندہ سوالات

اسلام اور وحدتِ ادیان

آیۃ اللہ العظمیٰ سید العلماء سید علی نقی نقوی طاب ثراہ

یہ مقالہ ۲۴/ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ ۱۴/مارچ ۱۹۶۹ء بروز جمعہ ۴/بجے سہ پہر کے وقت مسلم یونیورسٹی اسٹوڈینٹس یونین کے کل ہند سیمینار میں پڑھا گیا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَاٰلِہِ الطَّاہِرِیۡنَ۔

میرا جہاں تک مطالعہ ہے ''وحدتِ ادیان'' کی لفظ تیرہویں صدی کے بعض مذاہب مستحدثہ کے لٹریچر سے لوگوں کے گوش گزار ہوئی اور اب اکثر سیاسی طور پر اہل مذاہب میں یک جہتی کی تبلیغ یا باہمی نفرت کے کم کرنے کے نیک مقصد سے یہ جملہ تقریروں یا تحریروں میں آتا ہے کہ حقیقت میں سب مذہب ایک ہیں اور غالباً اسی نیک مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے اس سیمینار میں زیر بحث آنے والے عناوین کی فہرست میں ایک عنوان یہ قرار دیا گیا جسے واقع شدہ یا ممکنہ غلط فہمیوں کو دور کرنے اور صحیح پہلو کو سامنے لانے کی غرض سے میں نے اپنے ذمہ لیا اور اسی پر اس وقت تبصرہ کرنا ہے۔

''ادیان'' کی لفظ جو ''دین'' کی جمع ہے خود اپنی ساخت کے لحاظ سے اس کثرت کا پتہ دیتی ہے جو ''وحدت'' کی ضد ہے اور یہ کثرت باہمی ''اختلاف'' کے ساتھ لازم و ملزوم کا تعلق رکھتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر سب باتیں ایک ہی ہوں تو ''دین'' کے بجائے ''ادیان'' ہو۔ کیوں کر سکتے ہیں۔ لہٰذا سب نہیں تو کچھ باتیں ضرور ایسی ہیں جو الگ الگ ہیں، تب ہی وہ ''ادیان'' سمجھے اور کہے جا سکتے ہیں۔ اب جبکہ ادیان کی لفظ کے ساتھ اختلافات کا تصور ناگزیر ہے، تو کیا عقلی طور پر یہ ادیان سب مطابق حقیقت ہو سکتے ہیں؟ یہاں پر ایک چلا ہوا جملہ یہ ہے کہ راستے الگ الگ ہیں، منزل سب کی ایک ہے۔ مگر معلوم ہونا چاہئے کہ یہ بات طریق عبادت کے اختلاف میں تو عقلی طور پر صحت کا امکان رکھتی ہے۔ چنانچہ یہ اختلاف عمل ایک ہی وقت میں کسی ایک دین کے پیروؤں میں بھی ہو سکتا ہے مثلاً کئی مسلمان ہیں اور ایک ہی وقت میں ان میں سے ایک خیرات دے رہا ہو، ایک کسی ڈوبتے کو بچا رہا ہو اور ایک کسی گرتے کو سنبھال رہا ہو۔ ان کا عمل مختلف ہے مگر صحیح محل پر ہونے کی صورت میں سب کے ذریعہ سے رضائے الٰہی کا حصول ہو سکتا ہے جسے ایک مسلمان کی منزل مقصد سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ اختلاف برا نہیں ہے بلکہ کبھی تقسیم عمل کے اصول پر یہ اختلاف ضروری ہو جاتا ہے مگر ''ادیان'' کا یہ عملی پہلو تو شریعت یعنی قانون عمل سے تعلق رکھتا ہے۔ اصل ادیان کا اختلاف تو اعتقادات کی منزل میں ہوتا ہے جو نظری اختلاف ہے۔ نظریات کے اختلاف میں یہ بات کسی طرح ٹھیک نہیں ہو سکتی۔ وہاں اگر راستے الگ الگ ہیں تو وہ کسی بھی منزل پر پہنچ کر ایک نہیں ہو سکتے۔ ایک چیز کے متعلق کوئی ''ہے'' کہتا ہے، اور کوئی ''نہیں'' تو ان میں سے ایک ہی بات درست ہو سکتی ہے۔ یا کسی ایک ذات کو کوئی ایسا جانتا ہے اور کوئی ویسا، تو اس صورت میں عقلاً یہ امکان تو ہے کہ دونوں غلط ہوں اور وہ کسی اور طرح کا ہو لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ دونوں باتیں ٹھیک ہوں۔ اب جو درست نقطہ ہے، وہ حق ہوگا، اور جو غلط ہے، وہ باطل قرار پائے گا اس اعتبار سے جب راستے الگ الگ ہیں تو ان میں ایک

ہی راستا درست ہے اور وہ صحیح راستا قرآن کی لفظوں میں ''اَلصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْم'' ہوتا ہے جس کا ترجمہ ہوا ''سیدھا راستا'' علمائے ریاضی نے ''خط مستقیم'' کی تعریف جو کی ہے وہ بالکل درست ہے کہ دونقطوں کو ملانے والا سب سے چھوٹا جو خط ہو وہ خط مستقیم ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ریل کی سڑک کی طرح جو چلنے والے کو اکثر سیدھی محسوس ہوتی ہے مگر زیادہ تر وہ دور ہوتی ہے ظاہری نگاہ سے سیدھا محسوس ہونے کے اعتبار سے کسی شاعر نے کہہ دیا:-

''راہ راست بروگرچہ دور باشد''

مگر حقیقت کے لحاظ سے یہ غلط ہے کیونکہ جو دور ہو وہ آنکھوں کو چاہے راہ راست نظر آتی ہو مگر وہ کج ضرور ہے، جب ہی دور ہوئی۔ حد نہ ہو، جو بالکل راست راہ ہو، وہ ''دور'' ہو ہی نہیں سکتی۔ یہی ''اَلصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْم'' وہ ہے جو ''صِرَاطُ الْحَقُ'' ہوسکتا ہے جسے عقل ہی کی طرح قرآن بھی بس ایک ہی بتاتا ہے۔ اس میں کثرت کا شائبہ نہیں ہے، تاکہ ''ادیان'' کا تصور صحیح ہو۔

اور اس لئے قرآن کی روشنی میں جو حقیقت ثابت ہوتی ہے، وہ ''وحدتِ دین'' ہے، نہ کہ ''وحدتِ ادیان''۔ اور اسی کے لحاظ سے ''رشد و ہدایت'' اور ''ضلال وغوایت'' کی تفریق قائم ہوئی۔ ورنہ سب راستے اگر منزل ہی تک پہنچتے ہوں تو ضلالت کا امکان ہی کہاں ہے؟

قرآن کریم کا پہلا ہی صفحہ الٹئے اور کسی مسلمان کو تو صفحہ الٹ کر دیکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر نماز کا ضروری جزء ہونے کی وجہ سے ہر مسلمان کو اس کا حفظ ہونا لازم ہے تو سورۂ حمد ہی کے آخری جملے دیکھئے:-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْن۔

ہماری ہدایت فرما سیدھے راستے کی طرف، راستا ان کا جنھیں تو نے اپنی نعمت سے نوازا ہے، نہ ان کا جو مورد غضب ہیں اور نہ گمراہوں کا۔

حالانکہ یہ جماعتیں جنھیں الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ اور الضَّآلِّیْن کہا گیا ہے، کچھ ادیان کی حلقہ بگوش تھیں تو اگر بنام ''دین'' جو شئے اختیار کرلی جائے وہ حق ہی ہوتی تو وہ جماعتیں ''مَغْضُوبِ عَلَیْهِمْ'' اور ''ضَآلِّیْن'' ہوتیں ہی کیوں؟

یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ غلط راستا کبھی غلط سمجھنے کے باوجود صرف کسی عصبیت یا عناد کی بنا پر اختیار کیا جاتا ہے تو یہ انسان کو ''مغضوب علیہم'' میں داخل کرتا ہے اور کبھی یہ غلط راستا راہِ حق کی طلب میں تساہل کی وجہ سے غفلت میں مبتلا ہو کر صحیح سمجھتے ہوئے اختیار کیا جاتا ہے تو وہ چاہے اس حد تک مورد غضب نہ بنائے کہ اس جماعت کا لقب ہی ''مَغْضُوبِ عَلَیْهِمْ'' قرار پائے، پھر بھی ''ضالین'' میں تو داخل کر ہی دیتا ہے، جس سے ظاہر ہے کہ راستے کے غلط ہونے کی وجہ سے منزل گم ہوجاتی ہے۔

وہ راستہ جس کا اختیار کرنا منزل مقصد تک پہنچانے کا سبب ہوسکتا ہے، قرآنی اصطلاح میں الحق ہے۔ الھدیٰ ہے اور اسی کو واحد لفظ کے ساتھ اَلسَّبِیْل کہا گیا ہے اور وہی الف لام تعریف کے ساتھ جو فرد واحد کی طرف اشارہ کا حامل ہے، اَلدِّیْن قرار دیا گیا ہے۔ اسی کی طرف رہنمائی کو اللہ نے اپنی ذمہ داری قرار دیا ہے:-

اِنَّ عَلَیْنَا لَلْهُدٰی (لیل ۱۲)

بلاشبہ ہمارے ذمہ ہے ہدایت کرنا

اسی کا تخلیق کے ساتھ تمام نوع انسانی کو ایک وحدت قرار دے کر اس طرح اعلان کیا ہے کہ:-

اِنَّا هَدَیْنَاهُ السَّبِیْلَ (الدھر ۳)

ہم نے اس کی ایک خاص راہ کی طرف ہدایت کی۔

جبکہ اصل ہادی اللہ ہے اور اس کی ہدایت السبیل یعنی واحد راستے کی طرف ہے تو اس نے اپنی ہدایت کی ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے ہر خطۂ ارض میں اور ہر قوم کے اندر اپنی طرف کے رہنما بھیجے۔ اس کے لئے قرآن میں ارشاد کیا

ہے:-

وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ رَسُوْلٌ (یونس آیت ۴۷)

ہر قوم کے لئے ایک پیغمبر ہوا ہے۔

چونکہ یہ سب ایک رہنما یعنی اللہ کے ترجمان تھے، اس لئے ان سب کا پیغام ایک ہی تھا، اور وہ ایک ہی راستے یعنی دین واحد کی طرف دعوت دیتے رہے۔ ان میں باہم اصول کے لحاظ سے کوئی اختلاف نہیں تھا۔ یہ دین واحد قرآن کی اصطلاح میں ''اسلام'' ہے، جس کے معنی ہیں خالق کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اور اسی لئے اسے دین کائنات کہا گیا ہے کہ جتنی مخلوق ہے وہ سب غیر ارادی طور پر سہی اس کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہے اور اسی کے ارادی طور پر اختیار کر لینے کی افراد انسانی کو تمام انبیا دعوت دیتے رہے۔ اسی حقیقت کو یوں بیان کیا گیا ہے:-

اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ وَ لَہٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ کَرْھًا وَّ اِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ۔

(آل عمران ۸۳)

کیا دین الٰہی کے علاوہ کچھ یہ چاہتے ہیں حالانکہ اس کے لئے اسلام اختیار کئے ہوئے ہیں وہ جو آسمان میں ہیں اور زمین میں خواہ خوشی سے خواہ ناخوشی سے اور اسی کی طرف رجوع ہونا ہے۔

مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَہُ اللّٰہُ الْکِتَابَ وَ الْحُکْمَ وَ النُّبُوَّۃَ ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ کُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ کُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا کُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْکِتَابَ وَ بِمَا کُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ وَ لَا یَاْمُرَکُمْ اَنْ تَتَّخِذُوْا الْمَلٰٓئِکَۃَ وَ النَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا اَیَاْمُرُکُمْ بِالْکُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔

(آل عمران ۸۰-۷۹)

کوئی انسان ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ نے اسے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی ہو پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کے سوا تم میرے بندے بن جاؤ مگر (اس کا پیغام تو بس یہی ہوگا کہ) تم اللہ والے بنو، جس طرح تم کتاب کی تعلیم دیتے رہے ہو اور جیسا تم پڑھتے رہے ہو اور نہ وہ اس کا حکم دے سکتا ہے کہ تم فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا بنالو، کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ تم مسلم تھے۔

اور چونکہ ان سب کا راستا ایک ہے اس لئے صراط مستقیم کا تعارف اس طرح کرانا درست ہوا کہ:-

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔

ان کا راستا جنھیں تو نے اپنی نعمت سے نوازا ہے۔

اور پھر بتایا کہ جنھیں اللہ نے اپنی نعمت سے نوازا، وہ کون ہیں؟ اس طرح کہ

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ۔ (نساء ۶۹)

جو اللہ اور رسول کی اطاعت کریں، تو یہ ان کے ساتھ ہیں جنھیں اللہ نے اپنی نعمت سے نوازا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔

اسی حقیقت کا کہ گذشتہ انبیاء نے اسی دین (اسلام) کی تبلیغ کی، اس طرح بھی بیان ہوا ہے کہ:-

وَ وَصّٰی بِھَآ اِبْرٰھِمُ بَنِیْہِ وَ یَعْقُوْبُ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔

(بقرہ ۱۳۲)

اور اسی کی ہدایت کی ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو اور یعقوبؑ نے ''اے میرے فرزندو! اللہ نے تمہارے لئے ایک خاص دین کو منتخب کرلیا ہے، لہٰذا تم دنیا سے نہ اٹھنا مگر مسلم ہونے کی حالت میں۔

اور اس پر اس طرح بھی روشنی ڈالی گئی ہے:-

وَ وَھَبْنَا لَہٗٓ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ کُلًّا ھَدَیْنَا وَ نُوْحًا ھَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِہٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْسُفَ وَ مُوْسٰی وَ ھٰرُوْنَ وَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۔ وَ زَکَرِیَّا وَ

يَحْيىٰ وَعِيسىٰ وَالْيَاسَ كُلٌ مِنَ الصَّالِحِينَ۔ وَاسْمٰعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطاً وَكُلاًّ فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ۔ وَمِنْ اٰبَائِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِم وَاِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ اِلىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ۔ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَن يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (انعام۔۸۸-۸۴)

اور ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ ایسی اولاد عنایت کی جن میں سے ہر ایک کو ہم نے ہدایت دی اور نوحؑ کو اس سے پہلے ہم نے ہدایت دی تھی اور ان کی نسل میں داوٗدؑ، سلیمانؑ، ایوبؑ، یوسفؑ، موسیٰؑ اور ہارونؑ کو اور اسی طرح ہم حسن عمل قائم رکھنے والوں کو جزا دیتے ہیں اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ ہر ایک ہی نیکوکاروں میں سے تھا اور اسمٰعیلؑ اور یسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ ہر ایک کو ہم نے تمام جہانوں پر فضیلت دی اور ان کے آباوٗ اجداد میں اور ان کی نسل میں اور ان کے بھائیوں میں سے اور انھیں ہم نے منتخب کیا اور انھیں ہدایت عطا کی ایک سیدھے راستے کی طرف۔ یہ اللہ کی مخصوص ہدایت ہے جس سے وہ جسے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے نوازتا ہے اور اگر یہ لوگ بھی شرک اختیار کرتے تو جتنے نیک اعمال ان کے تھے سب اکارت چلے جاتے۔

پھر یہ بھی بتایا کہ یہی انبیاء نہیں ہیں جن کے نام لئے گئے بلکہ اور بھی اللہ کے پیغمبر تھے جن کے نام اور تذکرے قرآن میں نہیں آئے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:-

وَرُسُلاً قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلاً لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسىٰ تَكْلِيمًا رُسُلاً مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةً بَعْدَ الرُّسُلِ۔ (نساء: ۱۶۴۔۱۶۵)

اور کچھ پیغمبر ایسے ہیں جن کے واقعات ہم نے پہلے آپ سے بیان کئے ہیں اور کچھ پیغمبر جن کے واقعات آپ سے بیان نہیں کئے اور اللہ نے موسیٰؑ سے پورے طور پر کلام کیا یہ سب پیغمبر آئے ثواب اور عذاب کی خبریں سناتے ہوئے تاکہ انسانوں کے پاس اللہ کے سامنے کوئی حجت باقی نہ رہے۔

معلوم ہوا کہ مقصد تمام پیغمبروں کے بھیجے جانے کا بندوں کی حجت کو قطع کرنا ہے اور یہ اتمام حجت اسی وقت ہوسکتا ہے کہ جب پیغام ان سب کا ایک ہو اور ان میں آپس میں کوئی اختلاف نہ ہو۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَمَا اُمِرُوا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اِلٰهاً وَّاحِدًا لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ سُبْحَانَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ (توبہ ۳۱)

اور وہ کبھی نہیں مامور ہوئے کسی بات پر سوا اس کے کہ وہ ایک خدا کی عبادت کریں کوئی خدا نہیں سوا اس کے، وہ بری ہے اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

جبکہ دین اصلی ایک تھا۔ وہی حق تھا، وہ صراط مستقیم تھا، وہی صراط الٰہی تھا، اور وہی تمام انبیاؑ کا متحد پیغام تھا تو جو ان انبیاؑء کے سلسلہ کی آخری کڑی اور فرد اکمل ہوکر آئے اس کا بھی پیغام وہی ہوسکتا ہے جو اس کے پیش رووٗں کا پیغام تھا۔ اس سے مختلف نہیں ہوسکتا۔ اس حقیقت کو بھی متعدد جگہ قرآن مجید میں پیش کیا گیا ہے۔ کہیں بطور سوال اس طرح:۔

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَائَهُمْ مَالَمْ يَاتِ ئَ آبَائَهُم الْاَوَّلِيْنَ۔ (المومنون ۶۸)

تو کیا انھوں نے اس پیغام پر غور نہیں کیا یا واقعی ان کے پاس کوئی ایسی چیز آئی ہے جو ان کے پہلے والے آباء واجداد کے پاس نہیں آئی تھی۔

مطلب یہ ہے کہ یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ یہ وہی پیغام ہے جو تمام انبیاء کا پیغام رہا ہے۔ یہ ان کی ناسمجھی ہے کہ یہ اسے کوئی نئی چیز سمجھ رہے ہیں۔ اور کبھی اس طرح:۔

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيراً وَّنَذِيْرًا وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ۔ (فاطر ۲۴)

ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ثواب اور عذاب کی خبر دینے والا اور (یہ کوئی نئی بات نہیں) کوئی قوم نہیں مگر یہ کہ اس

میں کوئی ہدایت کرنے والا آیا ہے۔

بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ۔

(صافات ۳۷)

بلکہ یہ پیغمبر حق کا پیغام لے کر آیا ہے اور اس نے اور تمام پیغمبروں کی تصدیق کی ہے۔

اِنَّکَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔

(شوریٰ ۵۳-۵۲)

بلاشبہ آپ سیدھے راستے کی طرف دعوت دیتے ہیں، وہ راستا ہے اللہ کا جس کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔

قُلْ مَا کُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ۔ (احقاف ۹)

کہئی کہ میں پیغمبروں میں کوئی انوکھا نہیں ہوں۔

اور اس پیغام کے متحد ہونے ہی کا نتیجہ یہ ہے کہ جو اس رسول پر ایمان لائے گا، وہ ان تمام پیغمبروں پر جو آپ کے پہلے تھے، ایمان رکھتا ہوگا، چاہے ان پیغمبروں کا نام نہ جانتا ہو لیکن چونکہ یہ معلوم ہے کہ اللہ کا جو پیغمبر ہو، چاہے وہ کہیں بھی ہو، اس کی دعوت یہی تھی، اس لئے ان کی صفت یہ ہے کہ:۔

یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ۔

(بقرہ ۴)

وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ پر اترا ہے۔ اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے اترا ہو۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ (بقرہ ۱۳۶)

کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اتارا گیا اور جو اتارا گیا ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اسحاقؑ، یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ پر اور جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو عطا ہوا اور جو تمام اور پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے دیا گیا۔ ہم ان میں کسی میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم اس کے لئے اسلام اختیار کئے ہوئے ہیں۔

بالکل یہی مضمون دوسری جگہ اس طرح ہے:۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ (آل عمران ۸۴)

اب جبکہ اصل دین ایک ہے اور تمام انبیاءؑ کا پیغام ایک ہی تھا، تو یہ ادیان کیوں کر ہوئے؟ اس کا سبب ''طبع زاد خیالات'' ہیں جو کبھی توہم پرستی یا جذبۂ عقیدت میں غلو کی وجہ سے نادانستہ پیدا ہوئے اور کبھی ذوق جدت پسندی یا شوق مذہب تراشی یا شہرت طلبی سے اور کبھی ضد اور کد یا کسی جذبہ عناد یا حسد سے پیدا ہوئے۔ ان سب کے لئے قرآن مجید نے لفظ ''اھواء'' صرف کی ہے اور جب یہ چیز آخر الذکر سبب یعنی عناد و حسد اور ضد و کد سے پیدا ہو تو اسے بَغْیاً بَیْنَهُمْ کی لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ ان اھواء کے نتیجہ میں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بنام دین کوئی پورا مذہب قائم ہوگیا ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اسی دین میں جو کسی پیغمبر حق کے ذریعہ سے پہنچا ہے، کچھ اضافے اور تبدیلیاں کر دی گئی ہوں۔ پہلی صورت میں تو ممکن ہے کہ وہ ''دین'' سراسر ہی باطل ہو جس میں حق کا کوئی شائبہ ہی نہ ہو، لیکن دوسری صورت میں زیادہ امکان یہ ہے کہ کچھ اجزاء حق کے بھی باطل کے ساتھ شامل ہوں۔

بہرحال مجموعی طور پر یہ سب ہی ادیان دین حق کے حریف مقابل قرار پائیں گے اور کسی دین حق کے پیرو کو ان میں سے کسی کی بھی پیروی جائز نہ ہوگی۔

یہ تمام حقیقتیں قرآن مجید کے آیات سے ثابت ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

لَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ

مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَی اللّٰہِ هُوَ الْهُدٰی وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَائَ هُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآئَکَ مِنَ الْعِلْمِ مَالَکَ مِنَ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ۔
(بقرہ ۱۲۰)

یہودی اور عیسائی آپ سے اس وقت تک خوش نہیں ہوسکتے، جب تک آپ ان کے مذاہب کے پیرو نہ ہوجائیں۔ کہئے کہ اللہ کی طرف کا دکھایا ہوا راستا اصل راستا ہے اور اگر آپ ان کے ''اہواء'' کی پیروی کیجئے، بعد اس علم کے جو آپ کے پاس آچکا تو آپ کا اللہ کی طرف سے نہ کوئی سرپرست ہوگا اور نہ مددگار۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآئَھُمُ الْعِلْمُ بَغْیًا بَیْنَھُمْ۔
(آل عمران ۱۹)

اصل دین اللہ کے یہاں اسلام ہے اور اہل کتاب نے اختلاف نہیں کیا مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آچکا صرف باہمی بغی کی وجہ سے۔

بغی سے مراد ہی ضد اور کد اور عناد اور حسد ہے۔

یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ۔ (نساء ۱۴)

اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو سے کام نہ لو اور اللہ پر کوئی بات ایسی عائد نہ کرو جو حق نہ ہو۔

قُلْ یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ غَیْرَ الْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعُوْا اَھْوَائَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا کَثِیْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَائِ السَّبِیْلِ۔ (مائدہ ۷۷)

کہئے کہ اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو سے کام نہ لو اور ان لوگوں کے ''اَھوَاء'' کی پیروی نہ کرو جو اس کے پہلے گمراہ ہوئے اور بہت سوں کو گمراہ کیا اور سیدھے راستے سے وہ بھٹک گئے۔

قُلْ اِنِّیْ نُھِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قُلْ لَّا اَتَّبِعُ اَھْوَائَ کُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ۔
(انعام ۵۶)

کہیے کہ مجھے منع کیا گیا ہے اس سے کہ میں عبادت کروں ان کی جن کے تم اللہ کے علاوہ نام لیتے ہو۔ کہئے میں تمہارے ''اہواء'' کی پیروی نہیں کرسکتا، ورنہ گمراہ قرار پاؤں گا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہیں ہوں گا۔

وَ مَا کَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً فَاخْتَلَفُوْا۔ (یونس ۱۹)

سب کا شروع میں ایک دین تھا مگر پھر وہ اختلاف میں پڑ گئے۔

فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰی جَآئَھُمُ الْعِلْمُ۔ (یونس ۹۳)

تو وہ اختلاف میں نہیں پڑے مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آچکا۔

یعنی حقیقت کا علم رکھتے ہوئے دانستہ انھوں نے اختلاف پیدا کیا۔

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَھْوَائَ ھُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِیْھِنَّ۔ (المومنون ۷۱)

اور اگر حق ان کے ''اَھْوَاء'' کے پیچھے چلے تو آسمان اور زمین اور جو ان میں ہیں سب کا نظام درہم وبرہم ہوجائے۔

فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ط مُنِیْبِیْنَ اِلَیْہِ وَ اتَّقُوْہُ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ لَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ط مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَ کَانُوْا شِیَعًا کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْھِمْ فَرِحُوْنَ۔
(روم ۳۰۔۳۲)

رخ رکھو سیدھے اس دین کی طرف جو نرا کھرا ہے۔ یہ اللہ کی فطرت ہے۔ جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی تخلیق کے تقاضوں میں تبدیلیاں نہیں ہوتیں۔ یہی سیدھا دین ہے۔ مگر اکثر لوگ جانتے نہیں۔ اس سے لو لگاتے رہو۔ اور اس کے غضب سے بچو اور اس کی صحیح عبادت کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو، ان میں سے جنھوں نے اپنے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور

مختلف گروہوں میں بٹ گئے۔ ہر ایک اس میں جسے وہ مان رہا ہے مگن ہے۔

آخری جملہ طلب حق میں ان کے تساہل اور تغافل کو ظاہر کرتا ہے۔ جس کی بناء پر ان کا جہل قصوری نہیں بلکہ تقصیری ہو گیا ہے۔ جس پر انسان معذور قرار نہیں پاتا۔

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِىْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ۔ (شوریٰ ۱۳)

اس نے تمہارے لئے وہ دین قرار دیا ہے جس کی اس نے ہدایت کی نوحؑ کو اور جس کی اس نے وحی بھیجی آپ کی طرف اور جس کی ہم نے ہدایت کی ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں فرقہ بندی نہ کرنا۔

وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ۔ (شوریٰ ۱۴)

اور وہ تفرقہ میں نہیں پڑے مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آچکا صرف آپس کی کد اور ضد کی وجہ سے۔

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ۔ (شوریٰ ۱۵)

تو اسی کی بس آپ دعوت دیتے رہئے اور جیسا کہ آپ مامور ہیں ثابت قدم رہئے اور ان کے ''اہواء'' کی پیروی نہ کیجئے۔

جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (جاثیہ ۱۸)

ہم نے آپ کو دین کے ایک خاص راستے پر رکھا ہے اس کی پیروی کیجئے اور ان لوگوں کے ''اہواء'' کی پیروی نہ کیجئے جو علم سے محروم ہیں۔

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ۔ (البیّنہ ۴۔۵)

اور اہل کتاب تفرقہ میں نہیں پڑے مگر بعد اس کے کہ کھلا ہوا ثبوت ان کے سامنے آچکا اور انہیں نہیں حکم تھا مگر اس کا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں نری کھری توحید کے ساتھ اور حقوق اللہ اور حقوق الناس ادا کرتے رہیں۔ یہی سیدھا دین ہے۔

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ (بقرہ ۲۱۳)

تو اللہ نے پیغمبروں کو بھیجا ثواب، عذاب کی خبروں کے ساتھ اور ان کے ساتھ اپنا قانون بھیجا حق کے ساتھ تاکہ وہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے اس میں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ اور نہیں اختلاف میں پڑے مگر وہی لوگ کہ جنھیں دیا گیا تھا بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلی ہوئی دلیلیں آگئیں صرف آپس کی ضد کی وجہ سے تو اللہ نے اپنے حکم سے ان لوگوں کی جو ایمان لائے رہنمائی فرمائی اس حقیقت کی طرف جس میں وہ لوگ اختلاف کر رہے تھے اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ۔ (انعام ۱۵۰)

اور پیروی نہ کرو ان لوگوں کے ''اہواء'' کی جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جو اپنے پروردگار کا دوسروں کو ہمسر قرار دیتے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ یہ ادیان جن کی تشکیل مطابق نصوص قرآنیہ ''اہواء'' سے اور ''بغی'' کی بنا پر ہوئی ہے، نہ آپس میں ایک قرار پا سکتے ہیں اور نہ دین حق کے ساتھ متحد سمجھے جا سکتے ہیں۔ تو پھر ''اتحاد ادیان'' کا تصور کہاں درست ہو سکتا ہے؟

پھر جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے کہ مختلف ادیان میں سے تو

بالکل ہوسکتا ہے کہ سب باطل ہوں اورحق کوئی اور ہومگر یہ نہیں ہو سکتا کہ سب حق ہوں ۔ پھر بھی چوں کہ حق کا پیغام ایک نہ ایک پہنچا ہے اور ہمیشہ پہنچتا رہا ہے جس کی ذمہ داری خالق نے اِنَّ عَلَیْنَا لَلْھُدَیٰ کے ساتھ کی ہے تو معرکۂ ادیان و مذاہب میں ضرور ایک دین حق بھی ہے لہٰذا امتیاز حق و باطل کی ضرورت اور اسی کا مختتم فیصلہ ہے جسے قرآن نے کہا ہے کہ وہ قیامت میں ہوگا، جب دودھ اور پانی بالکل الگ ہوجائے گا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَ کَانُوا شِیَعاً لَسْتَ مِنْھُمْ فِیْ شَیْءٍ اِنَّمَا اَمْرھُمْ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ یُنَبِّئُھُمْ بِمَا کَانُوا یَفْعَلُوْنَ۔ (انعام ۔ ۱۵۹)

بلا شبہ وہ جنھوں نے دین میں تفرقہ ڈالا اور امت سے گروہوں میں بٹ گئے ۔ آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ ان کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے ۔ پھر وہ انہیں بتلائے گا کہ ان کے کیا کرتوت تھے۔

اَمْ لَھُمْ شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوْا لَھُمْ مِنَ الَّذِیْنَ مَالَمْ یَأْذَنْ بِہِ اللّٰہُ وَلَوْ لَا کَلِمَۃُ الْفَصْلِ لَقُضِیَ بَیْنَھُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ط (شوریٰ ۲۱)

کیا ان کے کچھ ایسے خدائی کام میں شرکت کرنے والے ہیں جنھوں نے ان کے لئے دین نافذ کردیا جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی تھی اور اگر فیصلہ کا دن مقرر نہ ہوتا تو ان کا فیصلہ کب کا ہو چکا ہوتا اور بیشک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ۔ (حج ۶۹)

اللہ تمہارے درمیان روز قیامت فیصلہ کرے گا ان چیزوں کی بابت جن میں تم باہم اختلاف رکھتے تھے۔

اگر ادیان متحد ہوتے یا سب ہی برحق ہوتے تو قیامت میں فیصلہ ہی کا ہے کا تھا؟ پھر یہ فیصلہ کوئی لفظی نہیں ہے جو بس سنا دیا جائے بلکہ وہ حسنِ انجام اور سوئے انجام کی شکل میں سامنے آنے والا ہے ۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِنْ قَبْلِکَ مِنْھُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْکَ وَمِنْھُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْھُمْ وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَأْتِیَ بِاٰیَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُاللّٰہِ قُضِیَ بِالْحَقِّ وَ خَسِرَ ھُنَالِکَ الْمُبْطِلُوْنَ۔ (غافر ۷۸)

اور ہم نے آپ کے پہلے بہت پیغمبر بھیجے ۔ ان میں سے وہ بھی ہیں جن کے واقعات ہم نے آپ سے بیان کئے ہیں اور وہ بھی ہیں جن کا تذکرہ آپ سے نہیں کیا ہے اور کسی پیغمبر کے لئے یہ نہیں ہے کہ وہ کوئی معجزہ پیش کرے ۔ مگر اللہ کی اجازت سے تو جب اللہ کا حکم آئے گا تو حق کے ساتھ فیصلہ ہوجائے گا اور جو باطل پر ہیں اس موقع پر خسارہ میں رہیں گے۔

پھر ارشاد ہوا ہے۔

فَلَمَّا جَآئَتْھُمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَھُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِھِمْ مَا کَانُوْا بِہِ یَسْتَھْزِؤُنَ۔ فَلَما رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ وَکَفَرْنَا بِمَا کُنّٰا بِہٖ مُشْرِکِیْنَ۔ فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُھُمْ اِیْمَانُھُمْ لَمَّا رَأَوْ بَاسَنَا سُنَّۃَ اللّٰہِ الَّتِی قَدْ خَلَتْ فِی عِبَادِہٖ وَخَسِرَ ھُنَالِکَ الْکَافِرُوْنَ۔ (غافر ۸۵)

تو جب ان کے پاس ان کے پیغمبر کھلی ہوئی دلیلیں لے کر آئے تو وہ مگن رہے اس علم میں جو ان کے پاس تھا اور جس کا انہوں نے تمسخر کیا، اسی عذاب میں مبتلا ہوئے تو جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا تو کہنے لگے کہ اب ہم اکیلے اللہ پر ایمان لاتے ہیں ۔ اور جنھیں شریک قرار دے رہے تھے ان کے ہم منکر ہوتے ہیں تو یہ ایمان لانا انھیں فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب کہ انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھ لیا ۔ یہی اللہ کا طریقہ ہے جو اس کے بندوں میں جاری رہا ہے، اور اس موقع پر کافر لوگ خسارہ اٹھائیں گے۔

اور سنیئے۔

وَمَنْ یَبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْناً فَلَنْ یُقْبَلَ مِنْھُمْ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ۔ (آل عمران ۸۵)

جو اسلام کے علاوہ کوئی دین اختیار کرے گا وہ اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں ہوگا۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَـٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔

(آل عمران ۱۰۵)

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو تفرقہ میں پڑ گئے اور باہمی اختلافات میں مبتلا ہو گئے اس کے بعد کہ ان کے پاس کھلی ہوئی دلیلیں آچکیں اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

اب قرآن مجید کے اتنے کثیر التعداد تصریحات کے ساتھ یہ تصور بھی کہاں صحیح ہوسکتا ہے کہ اسلام نجات کو کسی خاص معتقدات کے ساتھ وابستہ نہیں کرتا بلکہ جس دین کا بھی چاہے پیرو ہو، بس اعمال درست رکھے، یہ کافی ہے؟

یہ تصوّر ہرگز اسلامی تعلیم کی رو سے درست نہیں ہے۔ ورنہ پھر اسلام وکفر کا کوئی محاذ ہی رسولؐ اور ان کے مخالفین کے درمیان کیوں قائم ہوتا اور تصدیق وتکذیب کے درمیان خط فاصل ہی کیوں کھنچتا؟ کیوں کہ جو مکذبین ہوتے ہیں وہ بھی کچھ معتقدات تو رکھتے ہی ہیں۔ ان کو ان کے معتقدات کے خلاف کسی پیغام کے دینے کی ضرورت ہی نہیں بلکہ صرف عملی واخلاقی، تعلیمات پر اکتفا کی جاتی مگر ایسا نہیں ہوا۔ اور رسول کو بڑے ہنگامہ کا مقابلہ اپنی صرف اس تبلیغ کی رو سے کرنا پڑا جو دوسروں کے معتقدات کے خلاف تھی۔

اس سلسلے میں چند آیتیں اور پڑھ لیجئے۔

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ (بقرہ ۱۳۵)

وہ کہتے ہیں کہ یہودی ہو یا عیسائی ہدایت پاؤ گے کہئے کہ نہیں، بلکہ ابراہیم کی نری کھری ملت اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے۔

آخری جملہ صاف اس بات کا مظہر ہے کہ اب یہودیت اور نصرانیت جس کا نام ہے اس میں شرک شریک ہوگیا ہے اس لئے وہ ذریعہ ہدایت نہیں ہے۔ ہاں اس شرک کو نکال دیا جائے تو پھر خالص اسلام ہوجائے گا۔ جو دین حنیفی ابراہیمی کا نام ہے۔

وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ۔

(مومنوں ۷۴)

بلاشبہ آپ انہیں ایک سیدھے راستہ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ صراط مستقیم سے منحرف ہیں۔

وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ۔ ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ۔ (فاطر ۲۶-۲۵)

اور اگر یہ آپ کو جھٹلاتے ہیں (تو کوئی تعجب کی بات نہیں) ان کے پہلے والوں نے بھی جھٹلایا تھا۔ جن کے پاس ان کے پیغمبر کھلی ہوئی دلیلیں اور کتابیں اور روشن قانون لے کر آئے تھے۔ پھر جنھوں نے کفر اختیار کیا انھیں میں نے اپنی گرفت میں لے لیا تو دیکھا تم نے کہ کیسا تھا میرا عذاب۔

اب جب کہ عمومی طور پر غیر اسلام تمام ادیان کو اور یہود ونصاریٰ کو خصوصی طور پر نام لے کر بتادیا گیا کہ وہ باطل کے راستے پر ہیں اور نجات اخروی سے محروم ہیں تو قرآن سے یہ ثابت کرنے کی کوشش فضول ہے کہ دینی عقائد کا نجات کے مسئلہ میں کوئی اعتبار نہیں اور جس دین کا بھی پیرو ہو بس اعمال درست ہوں۔ نیز وحدت ادیان کا تصوّر بھی غلط ثابت ہوجاتا ہے۔

پھر دو آیتیں ایک مضمون کی اس کے خلاف اور ملاحظہ ہوں جن کے مشترکہ الفاظ یہ ہیں۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ۔ (توبہ ۳۳ وفتح ۲۸)

وہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کے علاوہ ہر دین پر اسے غلبہ عطا کرے۔

اس کے بعد اب اس حقیقت پر ذرا بھی نقاب نہیں رہی کہ اسلام اور قرآن سے جو ثابت ہے وہ وحدت دین ہے نہ کہ وحدت ادیان۔ ہاں ایک دوسری چیز ہے ''اتحاد اہل ادیان'' اس کے لیے قرآن مجید دو بنیادیں پیش کرتا ہے۔ ایک ان ادیان سے متعلق ہے جو کسی رہنمائے حق کی طرف نسبت اور کسی اصل صحیح سے تعلق رکھتے ہیں۔

ان میں یقینا کچھ باقی ماندہ آثار اس پیغام حق کے موجود ہوں گے جو ان انبیاء کے ذریعہ سے پہنچا تھا اور وہ بلا شبہ دین حق سے متحد ہوں گے۔ جس کے ساتھ ''اہواء'' وبدع کی شرکت نے کچھ الحاقی اجزاء کا اضافہ کر دیا ہے جس نے اس دین کو ایک علیحدہ صورت دیدی ہے، لہٰذا کرنے کا کام یہ ہے کہ ان تمام ادیان سے ان خطوط مشترکہ کا استخراج کیا جائے جو ان سب میں متفقہ حیثیت رکھتے ہیں اور ان اصول کو ایک پرچم کی حیثیت سے فرض کر کے اس کے زیر سایہ ان تمام مذاہب کے ماننے والے متفق ہو جائیں۔

یہ بنیاد وہ ہے جس کو قرآن مجید نے ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔

قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ (آل عمران ۶۴)

کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو ہمارے تمہارے درمیان یکساں حیثیت رکھتی ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک قرار نہ دیں اور کچھ افراد ہم میں کے دوسرے افراد کو اللہ کے علاوہ رب نہ ماننے لگیں۔

اس وقت کے ماحول کی بناء پر اگرچہ یہاں مخاطب اہل کتاب ہی کو بنایا گیا ہے جس سے مراد یہود ونصاریٰ ہوتے ہیں لیکن اگر تلاش کی جائے تو دوسرے ممالک کے قدیم رہنماؤں کے تعلیمات میں بھی مشترکہ اقدار مل جائیں گے اور وہی قرینہ ہیں اس کا کہ وہ رہنما اسی سلسلۂ حق کی کڑی تھے جس کے افراد سے کوئی ملک خالی نہیں رہا ہے اور ان مشترکہ اقدار کو لے کر ایک اتحادی مرکز ان تمام اہل ادیان کا قائم کیا جا سکتا ہے جس سے نوع انسانی کو بیش قرار فائدہ حاصل ہونے کے امکانات ہیں۔

دوسری صورت وہ ہے جسے موجودہ زمانہ کے اصطلاحات کے لحاظ سے ''بقائے باہم'' کا اصول کہنا چاہئے جس کو آج کل کے متضاد نظامہائے فکر کے درمیان بطور ایک نباہ کی شکل کے امن عالم کے مفاد کے لئے تجویز کیا گیا ہے مگر وہ چودہ سو برس پہلے قرآن پیش کر چکا ہے۔ اپنے اس مستقل ایک سورہ میں جو ''سورۂ کافرون'' کے نام سے موسوم ہے جس کا مرکزی مقصد اس کے آخری جملہ میں مضمر ہے کہ ''لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ''۔

یہ طریقہ ان مذاہب پر بھی حاوی ہے جن کا کسی رہنمائے حق سے کوئی علاقہ نہ ہو اور جن میں دین صحیح کے ساتھ کوئی لفظ مشترک نہ ہو تو ان کو آپس میں اسی بنیاد پر سمجھوتا کر لینا چاہئے ایک دوسرے کے ساتھ تعرض نہ کرے اور اگر افہام وتفہیم کے ذریعہ سے ایک نقطہ پر جمع ہونا ممکن نہ ہو تو پر امن طریقہ پر زندگی گزارنے کے لئے لازمی یہی صورت اختیار کرنا پڑے گی جسے صحیح حدود میں سیکولر نظام کی بنیاد بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔

